چراغاں کا ثبوت
تصنیفِ لطیف
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح حضور
فیضِ ملّت مُفسرِ اعظم پاکستان
مُفتی
مُحمد فیض احمد اُویسی رضوی
نوراللہ مرقدہ
Www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

چَراغاں کا ثبوت

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! ہم اہلِ سنت میلاد شریف کی محافل و مجالس مبارکہ اور اعراسِ مشائخ اور اجتماعات رِمضان المبارک اور دیگر دینی امور میں روشنی کا اہتمام کرتے ہیں جسے چراغاں سے تعبیر کیاجاتاہے اس پر مخالفین حسبِ عادت بدعت بدعت اور حرام حرام کی رٹ لگاتے ہیں اس پر فقیر مختصر دلائل لکھتا ہے تاکہ اہل حق کو تسکین اور اہلِ باطل کی تردید ہو۔

مقدمہ

☆ مخالفین صرف نبوت وولایت کے متعلقات کو بدعت و حرام کہنے کے عادی بن گئے ہیں ورنہ ہزاروں امور وہ خود عمل میں لاتے ہیں۔

☆ شرعاً ہر بدعت حرام نہیں بلکہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں ایک ان میں واجب بھی ہے اور مُستَحسَنہ (پسندیدہ،اچھی)بدعت تو عام مُرَوَّج (رائج)ہے یہاں تک کہ دورِ حاضرہ کے دو تہائی امور اسی بدعتِ حسنہ کے تحت مستعمل(رائج) ہیں جن کی تفصیل فقیر کی کتاب "العصمۃ عن البدعۃ"میں ہے ہاں بدعتِ سیئۂ مذموم (بُری)ہے جو ہمارے نزدیک بھی حرام ہے۔

☆ بِلادلیل شرعی کسی عمل کو بدعت یا حرام کہنا شریعت کے ساتھ مقابلہ اور اللہ تعالیٰ پر بہتان تراشی (الزام لگانا)ہے اور یہ قاعدہ مُسَلَّم (تسلیم شدہ)ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ ؕ (پارہ6،سورۃ النساء، آیت 171)

ترجمہ: اے کتاب والواپنے دین میں زیادتی نہ کرو اوراللہ پر نہ کہو مگر سچ۔

یعنی اللہ تعالیٰ اہلِ کتاب کو فرماتاہے کہ اُمورِ دینیہ میں افراط و تفریط (کمی بیشی)نہ کرو جواہر کلام علماءِ حقانی(خداکی معرفت میں ڈوباہوا) سے جس حد تک ثابت ہو اس میں اپنی طرف سے افراط وتفریط (کمی بیشی)نہ کر وبلکہ بے کم وکاست (من وعن)احکام الٰہی بندگانِ خدا تک پہنچادو۔

☆ بدعتِ حسنہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن و حدیث کے اُصول وضوابط کے مطابق ایسا فعلِ جدید جو انہی اُصول وضوابط کی تائید و تقویت کا موجب اور سبب بنے مثلاً اسی چراغاں کو لیجئے کہ ہم سب سمجھتے ہیں کہ محافل و مجالس ومساجد میں چراغاں ایک زیب و زینت ہے کیونکہ ہر مکان پر روشنی زیب وزینت ہے جیساکہ اندھیری رات میں آسمان جب ستاروں سے جگمگاتاہے تو کیسا بھلا معلوم ہوتاہے۔قرآن کریم میں ہے:

وَلَقَدۡ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ۔ (پارہ29،سورۃ الملک، آیت 5)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوتاہے کہ چراغوں کا روشن کرنا موجبِ زینت ہے۔

☆ کسی کے فعل کی ممانعت جو اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ سے نہ ہو اسے عمل میں لانا مباح ہے اور ظاہر ہے کہ زینت روشنی کی نہی بنصوصِ شرعیہ (شریعت کی روسے)ثابت نہیں ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہرگز ایسا نہ کرتے۔

☆ عندالشرع یہ بات بطورِ اُصول مقرر ہوچکی ہے کہ جس زینت کی نہی شرع سے ثابت نہیں وہ خالص مباح ہے اور آیۃ کریمہ "قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ"(پارہ8،سورۃ الاعراف، آیت32)(**ترجمہ:** تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی)کے حکم میں داخل ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :

(والقول الثاني) أنه يتناول جميع أنواع الزينة، فيدخل تحت الزينة جميع أنواع التزيين، ويدخل تحتها تنظيف البدن من جميع الوجوه، ويدخل تحتها المركوب، ويدخل تحتها أيضًا أنواع الحلى، لأن كل زينة، ولو لا النص الوارد فی تحريم الذهب والفضة والابريسم على الرجل لكان ذلک داخلًا تحت هذا العموم الخ۔ [1]

یعنی آیۃ مذکورہ میں مُفسرین ِ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے دو قول ہیں۔قولِ ثانی یہ ہے کہ آیۃ کریمہ میں زینت سے مراد تمام انواع و اقسام کی زینت مراد ہے پس جس قدر اقسام اور انواع زینت کے ہیں وہ سب اس آیۃ میں داخل ہیں۔بدن کی صفائی بھی اس میں داخل ہے تمام وجوہ سے (یعنی خواہ صابن کے ساتھ ہو یا کسی دوسری چیز کے ساتھ)سواریاں بھی اس میں داخل ہیں (یعنی خواہ موٹر ہو یاسائیکل وغیرہ)اور زیورات کے کُل اقسام بھی آیۃ میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں زینت ہیں حتیٰ کہ چاندی، سونا، ریشم مَردوں پر شرعاً حرام نہ ہوتے اور اُن کی حرمت میں کوئی نَص وارد نہ ہوتی تو وہ بھی مَردوں کے لئے حلال ہوتے لیکن چونکہ سونا چاندی ریشم مَردوں پر حرام ہے اسی لئے وہ اس آیۃ کریمہ میں سے مستثنیٰ کردیئے گئے۔اس سے معلوم ہوا کہ اس آیۃ کریمہ میں جملہ اقسام کی زینت مراد ہے اور جب تک شارع(شریعت قائم کرنے والا) کی جانب سے کسی خاص قسم کی زینت کی نہی وارد نہ ہو اس وقت تک وہ خالص مباح ہے اور اس کو حرام و بدعت کہنا شریعت میں تصرف و دست اندازی (دخل اندازی) کرنا ہے۔پھر یہی امام صاحب طویل حدیث نقل فرماکر اِرقام(تحریر) فرماتے ہیں :

وأعلم ان هذا الحديث يدل علىٰ ان هذه الشريعة الكاملة تدل علىٰ أن جميع أنواع الزينة مباح مأذون فيه، الا ما خصه الدليل، فلهذا السبب أدخلنا الكل تحت قوله "قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ"[2]

یعنی جان لو کہ یہ حدیث اس اَمر پر دَلالت کرتی ہے کہ شریعت کاملہ میں تمام انواعِ زینت مباح خالص ہیں ان کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن وہ ہی قسم زینت ممنوع و ناجائز ہے جو کسی دلیل شرعی کے ساتھ خاص ہوگئی ہے پس اس وجہ سے تمام اقسامِ زینت (یعنی ہر قسم کی سواریاں، ہر قسم کے اسباب، صفائی بدن کی، ہر قسم کے کھانے کی چیزیں جو منجانب شریعت ممنوع نہیں ہیں ماتحت آیۃ کریمہ "قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ" داخل ہیں۔)

---

[1] (تفسیر الرازی،سورۃالاعراف،آیت32،جلد14،صفحہ67، دارالفکر بیروت)

[2] (تفسیر الرازی،سورۃالاعراف،آیت32،جلد14،صفحہ67، دارالفکر بیروت)

نتیجه) ہمارے مذکورہ دلائل سے ثابت ہوگیا ہے کہ کُل انواع واقسام زینت مباح و جائز ہیں لیکن جس قسمِ زینت کو شارع (شریعت قائم کرنے والے)نے حرام کردیا وہ حرام وناجائز ہے اور جن کو شارع نے حرام نہیں کیا وہ بے شک آیۃ کریمہ میں داخل اور بندوں کو اس کے اختیار کرنے کی اجازت ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ روشنی کرنا اقسامِ زینت سے ہے۔پس روشنی کرنا آیۃ کریمہ مذکورہ میں داخل ہوکر مسلمانوں کے لئے مباح قراردی گئی اور نہ صرف مباح بلکہ مُستَحسَن و مَندُوب (پسندیدہ) ہے۔

باب اول

زمانۂ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں چراغاں

حدیث ۱) سیرتِ حلبیہ، جلد2میں امام علی بن برہان حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ صدرِ اول(اسلام کے ابتدائی دور) میں اصحابِ رسول ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔

أن المسجد كان اذا جاء ت العتمة يوقد فيه بسعف النخل، فلما قدم تميم الدارى المدينة صحب معه قناديل وحبالا وزيتا وعلق تلك القناديل بسوارى المسجد وأوقدت، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم نورت مسجدنا نورالله عليك، أما والله لو كان لى ابنة لأنكحتكها[3]

یعنی جب مسجد میں عشاء کا وقت ہوتا کھجور کی شاخیں جلا کر اُجالا کیا کرتے تھے جب حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ قنادیل(قندیل کی جمع)، رسیاں اور روغنِ زیتون لائے اور مسجد نبوی کے ستون شریف سے دو قنادیل لٹکائیں اور روشن کیں۔ حضوراکرم ﷺ نے تمیم داری کو دعا دی کہ تونے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کوروشنی بخشے۔خدا کی قسم اگر کوئی صاحبزادی (غیر شادی شدہ)ہوتی تو میں تیرے ساتھ اس کا نکاح کردیتا۔

فائدہ) اس حدیث پاک سے چراغاں پر رسول اللہ ﷺ نے صحابی کو دعا بھی دی اور انعام کا اظہار بھی۔الحمدللہ ہمیں یہ عمل نصیب ہے اور پُرامید ہیں کہ ہمیں اپنے آقارسول کریم ﷺ دعاؤں سے نوازتے ہیں اور چراغاں کرنے والے والوں کو کل قیامت میں انعامات عطا فرمائیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ

حدیث ۲) غنیۃ الطالبین، جلد2،صفحہ 10میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس میں حضوراکرم ﷺ روشنی کی طرف رغبت دلاتے ہیں ۔

---

[3] (السيرة الحلبية،باب الهجرة الى المدينة،جلد2،صفحه112، دار الكتب العلمية، بيروت)

یہ عبارت کچھ مختلف الفاظوں کے ساتھ تفسیر روح البیان ودیگر کُتب میں بھی موجود ہے۔

(تفسير روح البيان، پاره10،سورة التوبة،الاية 18، جلد3،صفحه420، دار الكتب العلمية، بيروت)

حضوراکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر میں قندیل روشن کی جب تک وہ قندیل روشن رہے گی ستر ہزار فرشتے قندیل روشن کرنے والے کی مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

☆ مخالفین غنیۃ الطالبین کو سر پر اُٹھائے پھر رہے ہیں اگرچہ وہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ان کے بھی خلاف ہے لیکن پھر بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

اب لیجئے یہی غنیۃ ہے اس میں یہ حکم ہے انہیں چاہیے کہ اسے بھی مانیں۔اُویسی غفرلہ ‘

فائدہ) یہاں سے معلوم ہوا کہ روشنی جو از قسمِ زینت ہے شرعاً ممنوع نہیں بلکہ حضوراکرم ﷺ کے زمانہ میں خود حضور کے سامنے تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنادیل روشن کیں اس پر حضوراکرم ﷺ نے تمیم داری کو دعا دی اور اظہارِ خوشنودی فرمایا اگر میری کوئی لڑکی(غیر شادی شدہ) ہوتی تو تجھ سے شادی کر دیتا اور غنیۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ یہ فعل پسندیدگی ٔمحبوبِ خدا ﷺ ہے کہ مساجد میں روشنی کی ترغیب فرماتے ہیں۔

باب دوم

صحابہ کرام نے چراغاں کیا----سیرتِ حلبیہ، جلد دوم میں ہے:

والمستحب من بدع الأفعال تعليق القناديل فيها أى المساجد وأول من فعل ذلک عمر بن الخطاب رضى اللّٰه عنه فانه لما جمع الناس على أبى بن كعب فى صلاة التراويح علق القناديل فلما رآها على تزهر قال نورت مساجدنا نور اللّٰه قبرک یا ابن الخطاب۔[4]

یعنی مساجد میں قنادیل لٹکانا مستحب ہے اور سب سے پہلے یہ کام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جب لوگوں کو نمازِ تراویح کے لئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام مقرر کرکے جمع کیا اس وقت مسجد میں بہت قنادیل لٹکا دیں جس وقت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اس طرف گزر ہوا دیکھا کہ مسجد روشنی سے جگمگارہی ہے تو یہ دعا فرمائی کہ تونے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے اے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

غنیۃ الطالبین، جلد دوم میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروایتِ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح نقل فرماتے ہیں:

---

[4] (السيرة الحلبية، باب الهجرة الى المدينة، جلد2، صفحه112، دار الكتب العلمية، بيروت)

یہ عبارت کچھ مختلف الفاظوں کے ساتھ تفسیر روح البیان ودیگر کُتب میں بھی موجود ہے۔ تفسیر روح البیان کا حوالہ گذر چُکا ہے۔

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد میں تشریف لائے جبکہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی تھی اور لوگ نمازِ تراویح پڑھ رہے تھے پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر کو منور فرمائے جیسا کہ اُنھوں نے ہماری مسجد کو روشن کیا۔ (5)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب تنبیہ میں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ میں لکھا ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا دی اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعا دی۔

فائدہ) خلفائے راشدین یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فعل، خوش ہونا اور دعادینا مساجد میں روشنی کرنے کی کس قدر محبوبیت ظاہر کررہاہے اور یہ مذکورہوچکا ہے کہ اول تمیم داری نے قنادیل روشن کی اور حضوراکرم ﷺ نے اظہارِ مسرت فرمایا۔

سوال) یہاں یہ شبہ گزرتا تھا کہ روایاتِ سابقہ میں سب سے اول قنادیل روشن کرنا تمیم داری سے ثابت ہے اور پچھلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول قنادیل روشن کیں۔

جواب) علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرۃ حلبیہ میں لکھا ہے کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عہد ِ رسالت نبی کریم ﷺ میں ہوئی بعدازاں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اول قرار دیا کہ وہ اولیت اضافی ہے یعنی کثرت سے قنادیل روشن کرنا اول آپ سے واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قنادیل جو وہ شام سے لائے تھے گو متعدد تھے مگر کثیر نہ تھیں اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنادیل ِ کثیرہ روشن کیں۔اصل عبارت یہ ہے:

ولعل المراد تعلیق ذلک بکثرۃ، فلا یخالف ما تقدم عن تمیم الداری۔ (6)

باب سوم
اقوال علمائے کرام

تفسیر روح البیان میں تحت آیۃ کریمہ ''اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ'' شیخ کامل علامہ اسمعیل حقی قدس سرہ' دربارۂ تزئینِ مساجد (مساجد کی آرائش کے بارے میں) فرماتے ہیں :

---

[5] (غنیۃ الطالبین اُردو، حصہ دوم، باب 1، فضائلِ رمضان، تحت ہیڈنگ نماز تراویح، صفحہ 393، نعمانی کتب خانہ، لاہور)

[6] (السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ، جلد2، صفحہ112، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یہ عبارت تفسیر روح البیان و دیگر کُتب میں بھی موجود ہے۔ تفسیر روح البیان کا حوالہ گذر چُکا ہے۔

ان سلیمان بن داؤد علیهما السلام بنی مسجد بیت المقدس وبالغ فی تزیینه حتی نصب الکبریت الاحمر علی رأس القبة وکان ذلک اعز ما یوجد فی ذلک الوقت وکان یضیء من میل وکانت الغزالات یغزلن فی ضوئه من مسافة اثني عشر میلا وکان علی حاله حتی خربه بخت نصر۔[7]

یعنی حضرت سلیمان بن داوٗد علیہما السلام نے مسجد بیت المقدس تعمیر فرمائی اور اس کو خوبصورت بنانے میں مبالغہ کیا یہاں تک کہ مسجد کے قبہ کے سرے پر کَبرِیَّتِ اَحمر(کیمیائی روشنی کا فانوس)نصب فرمایا حالانکہ اس وقت نہایت عزیز الوجود (نادر چیز)تھا اور اس کی روشنی زمین سے منتہائے نظر(آخری حد جس پر نظر ہو) تک معلوم ہوتی تھی اور کاتنے والی عورتیں (چرخے یا مشین پر روئی، اُون یا ریشم سے سوت دھاگے بنانے والی)اس کی روشنی میں بارہ میل کی مسافت سے کام کرتی تھیں اور اسی طرح بُختِ نُصَّر((لفظاً)نُصّر نامی بت کا بیٹا(مراداً)(قدیم شہر)بابل کے انیسویں خاندان کا دوسرا بادشاہ جو ولادت کے بعد اس بت کے پاس پڑا ہوا ملا تھا اور یہ پتا نہ چل سکا کہ کس کا بیٹا ہے اور جس نے مصریوں کو ایشیا سے نکالا اور یروشلم کو جلایا تھا(ادبیات میں مستعمل). کے عہد (وقت یا زمانہ)تک رہا پھر اس نے خراب کر دیا۔

اسی میں ہے کہ منجملہ اسبابِ تزئین مسجد قنادیل روشن کرنا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :

یعنی اسبابِ زینت سے ہے قنادیل کا مساجد میں لٹکانا اور مساجد میں چراغ روشن کرنا اور موم بتی جلانا۔

نتیجہ) ان روایاتِ معتبرہ(قابلِ اعتبار، درست) سے واضح ہوگیا کہ مساجد میں بہ نیت ثواب روشنی اور قندیل کے ساتھ مسجد کو زینت دینا پسندیدگیٔ محبوب خدا ﷺ ہے۔اسی بناء پر علمائے کرام نے استحباب واستحسان (پسندیدگی)کا قول کیا۔

ناظرین غور کریں کہ جس فعل کو حضوراکرم ﷺ پسند فرمائیں اور خلفائے راشدین بنفس نفیس(بذاتِ خود) اس کا ارتکاب کریں وہ کیونکر ممنوع و بدعت ہوگیا۔

سوال) علامہ اسمٰعیل حقی روح البیان میں بعد نقل کرنے اُن روایات کے جن کو ہم سیرۃ حلبیہ سے نقل کر آئے ہیں تحریر فرماتے ہیں :

یعنی بعض علماء نے فرمایا کہ زیادہ روشنی کرنا جس طرح کہ نصف شعبان یعنی پندرہویں رات شعبان کو کرتے ہیں اور اس شب کو لیلۃ الوقود کہتے ہیں اس کا حکم بھی ایسا ہونا چاہیے جیساکہ تزئین مسجد کا اور نقش ونگار کا۔"وقد کرهه بعضهم واللّٰہ اعلم"[8]یعنی بعض علماء نے پندرہویں رات شعبان کو روشنی مکروہ مانی ایسا ہی سیرۃ حلبیہ میں ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مکروہ۔

جواب) ان دونوں قولوں میں بآسانی تطبیق (مطابقت)ہوسکتی ہے وہ اس طرح کہ جو علماء استحباب (کسی امر کا مستحب یعنی شریعت کی رو سے موجب ثواب یا مسنون ہونا)روشنی کے قائل ہیں اُن کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیت ثواب قنادیل وغیرہ روشن کرنا مستحب ہے کہ صحابہ کرام نے مساجد میں ہی روشنی کی اور جو علماء کراہت کے قائل ہیں ان کی غرض یہ ہے کہ علاوہ مساجد کے بلاغرض صحیح مثلاً بازاروں

---

[7] (تفسیر روح البیان، پارہ10،سورۃ التوبۃ،الایۃ 18 ،جلد3،صفحہ420، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[8] حوالہ حاشیہ نمبر6والا ہی ہے۔

وغیرہ مقامات پر روشنی نہیں کرنی چاہیے اس میں کوئی فائدہ نہیں محض مال کا ضائع کرنا ہے جس طرح ہمارے زمانے کے لیڈرانِ قوم کے جلوس میں بازار سجائے جاتے ہیں اور چراغاں کیا جاتاہے اور وہ بھی نہ صرف مسلمانوں کے جلوس بلکہ غیر ملکی بے دین کفار کے جلوس میں روشنی میں مبالغہ کرتے بازار سجاتے ہیں یہ بے شک اسراف ہے جو بحکم قرآنِ عظیم حرام ہے مگر افسوس ہے ان نام نہاد علماء پر جو کفار اور بے دین لوگوں کے جلوس میں شرکت کریں اور بازاروں میں روشنی کرائیں اور کرتے دیکھیں اور حرام وبدعت ہونے کا حکم نہ سنائیں کہ کہیں لیڈران ناراض نہ ہوجائیں اور حضوراکرم ﷺ کے میلاد یا لیلۃ المعراج کی خوشی میں اگر کسی مسلمان نے اپنے ایمانی جذبات سے مساجد میں روشنی کی تو وہ گمراہ بدعتی ہوگیا اور فتوی بھی جھٹ لگادیا کہ روشنی کرنا حرام و بدعت ہے۔

خاتمه

بدعت یا سنت) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پردادا استاذ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ 'اپنی کتاب کشف النور عن اصحاب القبور میں تحریر فرماتے ہیں :

ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة فبناء القباب على قبور العلماء والاولياء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثياب على قبورهم امر جائز اذا كان القصد بذلك التعظيم فى اعين العامة حتى لا يحتقروا صاحب هذا القبر كذا يقاد القناديل والشمع عند قبور الاولياء والصلحاء والاجلال ايضا للاولياء فالمقصد فيها مقصد حسن ونذر لزيت والشمع للاولياء يوقد عند قبورهم تعظيما ومحبة فيهم جائز ايضا لا ينبغى النهى عنه۔ (9)

"یعنی جو بدعت حسنہ موافق (حیثیت یاشان وغیرہ کے مطابق)ہو مقاصد شرع کے وہ سنت ہے اس بدعت کو سنت کہاجائے گا پس علمائے کرام، اولیاء ذی الاحترام وصلحاء عظام کی قبور پر قبہ بنانا اور قبر پوش یعنی غلاف وغیرہ ڈالنا امر جائز ہے جبکہ مقصود اس سے نظر عوام میں صاحب قبر کی توقیر و تعظیم پیدا کرنا ہو تاکہ وہ صاحب قبر کی تحقیر و توہین نہ کریں اور اسی طرح اولیاء و صلحاء کی قبور کے پاس قنادیل روشن کرنا باب تعظیم و تکریم سے ہے۔پس اس میں بھی مقصد نیک ہے اور اولیاء کی محبت و تعظیم کی وجہ سے تیل وغیرہ کی نذر ماننا بھی جائز ہے اس سے لوگوں کو روکنا نامناسب ہے"۔(تفسیر روح البیان)

دارومدار نیت پرھے) اربابِ بصیرت پر واضح ہوگا کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے جیساکہ حدیث صحیح میں وارد ہے "انما الاعمال بالنیات" پس جو روشنی بہ نیت ثواب و تزئینِ مسجد کی جائے گی وہ ضرور محبوب وپسندیدہ نظر سے دیکھی جائے گی اور جوروشنی محض لَہوولَعب (کھیل کود' وہ شغل جس سے تفریح ہو' ہنسی مذاق' عیش ونشاط) اور بے دینوں کی عظمت و تعظیم کے لئے ہوگی ضرور بدعت قبیحہ (برائی والی یاخرابی والی) اور

---

[9] (تفسیر روح البیان، پارہ10،سورۃ التوبۃ،الایۃ 18 ،جلد3،صفحہ420، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)
اس کے علاوہ یہ عبارت ردالمحتار، احیاء العلوم الدین ودیگر مشہور کُتب میں بھی موجود ہے۔

حرام ہوگی جیسے جلوس کفار ومشرکین و مرتدین وفسقاء ومبتدعین (بدعتی کی طرح کا' بدعتیوں کاسا(انداز)) پر روشنی کرنا، بازار سجانا، دوکان آراستہ کرنا، دروازے بنانا، جھنڈیاں لگانا یہ سب ناجائز وممنوع اور خالص اسراف وتَبذِیر (مال کافضول خرچ کرنا) ہے۔

اسلاف صالحین کا طریقہئ چراغاں) حضرت علامہ حلبی اپنی کتاب سیرۃ حلبیہ میں ایک جلیل الشان عالم سے نقل فرماتے ہیں کہ اس عالم نے فرمایا کہ مجھ کو خلیفہ مامون الرشید نے حکم دیا کہ تم یہ حکم نامہ لکھ دو کہ ہماری سلطنت و مملکت میں مسجدوں میں بکثرت روشنی کی جائے لیکن میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ کس طرح لکھ دوں۔چنانچہ اسی روز مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ روشنی کثیر کے واسطے لکھ دے اس لئے کہ اس میں تہجد گزاروں کا دل لگتا ہے اور مساجد خانہئ خدا (عبادت کی جگہ) ہیں پس خانہٗ خدا (عبادت کی جگہ) سے وحشت و ظلمت دفع ہوگی۔یہ بشارت دیکھتے ہی میں بیدار ہوا اور روشنی کا حکم لکھ دیا۔سیرۃ حلبیہ کی اصل عبارت یہ ہے:

وعن بعضهم قال: أمرنى المأمون أن أكتب بالاستكثار من المصابيح فى المساجد، فلم أدر ما أكتب، لأنه شيء لم أسبق اليه، فأريت فى المنام انى أكتب، فان فيها أنسا للمتجهدين، ونفيا لبيوت اللّٰه عن وحشة الظلم، فانتبهت وكتبت بذلك۔ (10)

یہ دستور العمل تو خلفائے عباسیہ کا مذکور ہوا۔اب بعض صلحائے امت واولیائے طریقت کا بھی حال سنئیے۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مؤلف تذکرۃ الاولیاء سید ی احمد خضرویہ نجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو خراسان کے معتبر مشائخ اور مشہوران فتوحات سلطاناِن ولایت اور مقبولانِ قربت میں سے تھے اور ریاضت و کلات عالی میں مشہور اور صاحب تصانیف اور آپ کے ایک ہزار مرید ایسے تھے جو ہوا میں اُڑتے اور پانی پر بے تکلف چلتے تھے۔) کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک درویش آپ کے یہاں مہمان آیا تو آپ نے ستر شمعیں روشن کیں۔درویش نے کہا کہ مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تکلف تصوف سے کچھ نسبت نہیں رکھتا کہا جاؤ اور جو چراغ میں نے خدا کے لئے نہیں جلایا اُسے بجھادو۔اس درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ان چراغوں پر ڈالی مگر ایک بھی نہ بجھ سکا۔دوسرے دن ستر نصاریٰ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔اس کا حال اس طرح لکھا ہے کہ احمد خضرویہ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تونے ہمارے واسطے ستر شمعیں روشن کیں تو ہم نے تمہارے لئے ستر دل نورِ ایمان سے نورمنور کردیا۔(تذکرۃ الاولیاء)(11)

احیاء العلوم شریف کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ مُوافقِین (باہم مطابقت رکھنے والے' مزاج میں اتفاق اور اتحاد رکھنے والے) کے دل منور ہوں اور مخالفین کی آنکھیں چَکاچوَنْد (نظر کی خیر گی' (اچانک تیز روشنی کی وجہ سے) آنکھوں کے چندھیانے کی کفیت) سے جلیں۔امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں :

---

(10) (السيرة الحلبية، باب الهجرة الى المدينة، جلد2، صفحه113، دار الكتب العلمية، بيروت)

(11) (تذكرة الاولياء، ذكر احمد بن خضرويه، صفحه 322، دار الكتب العلمية، بيروت)

وحکی أبو علی الروذباری رحمه اللّٰہ عزوجل أنه اتخذ ضیافة فأوقد فیها ألف سراج فقال له رجل قد أسرفت فقال له ادخل فکل ما أوقدته لغیر اللّٰہ فأطفئه فدخل الرجل فلم یقدر علی اطفاء واحد منها فانقطع [12]

یعنی امام اجل عارفِ اکمل سند الاولیاء حضرت سیدنا امام ابو علی روذباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اجلۂ اصحاب سید الطائفہ جنید بغدادی سے ہیں 322ھ میں آپ کا وصال شریف ہے۔امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ نے رسالہ مبارکہ میں ان کی نسبت فرمایا ''اظرف المشائخ واعلمهم بالطریقة''حکایت فرماتے ہیں کہ ایک بندہ صالح نے احباب کی دعوت کی اس میں ہزار چراغ روشن کئے کسی نے کہا اِسْراف (فضول خرچی) کیا ہے۔صاحبِ خانہ نے فرمایا اندر آیئے جو چراغ میں نے غیر خدا کے لئے روشن کیا ہو اُسے گل کردیجئے۔ مُعْتَرِض (اعتراض کرنے والا شخص) صاحب اندر آگئے ہر چند کوشش کی مگر ایک چراغ بھی نہ بجھاسکے آخر قائل ہوگئے۔[13]

اس سے معلوم ہوا کہ جو کام نیک نیتی سے کیا جائے نام ونمود اور فخر مدِ نظر نہ ہو تو پھر وہ کام ہرگز ممنوع نہیں اور جو کام لوگوں کے دکھلانے اور تَفاخُر(بڑائی) کرنے کے لئے وہ بے شک ممنوع ہے۔

خلاصہ) روشنی کے تین درجے ہیں۔

بقدرحاجت ضروری) وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شروع امر میں کھجور کی شاخیں جلا کر اپنی حاجت پوری کرلیا کرتے تھے اس میں مسجد کا فرش اور جائے سجدہ اور نماز لوگ ایک دوسرے کو نظر آجاتے تھے۔

زینت کے لئے) یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا کہ تمام مساجد کثرتِ قنادیل سے چمک اُٹھی جیسا کہ غنیة کی عبارت سے ہم ثابت کر آئے ہیں اورجیسا کہ تنبیہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے ''رأی القنادیل تزهر فی المساجد''[14] اسی طرح حلبیہ وغیرہ میں ہے۔غرضیکہ کُل روایتوں میں لفظ ''تُزْهَرُ''صیغہ مضارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے ''زَهُوْر''سے اور معنی اس کے صراح[15] میں لکھے ہیں: ''زهور روشن شدن آتش و بالا گرفتن آں''(''زھور''سے مراد آنکھ کا روشن ہونا اور اُس کا بلند ہونا ہے۔)بنابریں ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ حاجت ِ ضروری سے زیادہ نہ تھا لیکن یہ بھی ہے قدرِ حاجت زینت سے زیادہ نہ تھا۔

زینت مکان) یہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے حاصل ہوسکتی تھی مگر بلاغرض صحیح خواہ مخواہ فخر نمود و نمائش کے لئے روشنی میں مبالغہ کیا تو بے شک یہ اسراف ہے اور جس کسی نے منع کیا ہے اسی قسم ثالث سے منع کیا ہے نہ کہ قسم اول ودوم سے۔

---

[12] (احیاء علوم الدین، کتاب آداب الاکل، فصل یجمع آدابا ومناهي طبیة وشرعیة ومتفرقة، جلد2، صفحه25، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[13] (إتحاف السادة المتقین بشرح إحیاء علوم الدین، جلد5، صفحه25، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[14] (تنبیه الغافلین في الموعظة بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین، صفحه116، المکتبة العصریة، بیروت)

[15] لغت کا نام

فیصلہ) جو لوگ قسم اول ودوم سے بلالحاظ نیت حرام و بدعت کہہ دیتے ہیں وہ بہت بڑی کَجْ فہمی(غلط فہمی) کے مرتکب ہوتے ہیں اُن کو چاہیے کہ حضرت تمیم داری اور حضرت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہم کے معمول بہ کا ادب کریں کہ پہلے پہل بغرضِ زینت مساجد یہ فعل اُنہوں نے کیا جو قدرِ حاجت ِ ضروریہ سے یقیناً رُوشنی زیادہ تھی۔

گھر کا راج) حجاج جب مکہ معظمہ جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کعبہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات تو نو میل اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ رات نہیں بلکہ دن ہے اور اس کارنامہ کو لوگ سراہتے ہوئے تھکتے نہیں وہاں اسراف و بدعت اور حرام یاد نہیں آتا ہاں وہ حج کی آڑ لیتے ہیں تو یہاں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس روشنی کو حج سے نسبت ہے اور یہاں حُبِّ رسول ﷺ سے۔اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ حُبِّ رسول ﷺ میں داخل ہوں یا خارج۔ہمارا کام تھا بتانا۔

اھلِ انصاف سے مطالبۂ انصاف) انصاف کرو اے انصاف والو! کہ وہ کام جو بہ نیت خیر نجدی کرے تو وہ عین اسلام اور وہی کام اگر بہ نیت خیر و حب رسول اللہ ﷺ میں ہم اہل سنت کریں تو شرارت وفساد اور فتویٰ شرک و بدعت۔اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو "نجدی" سے پیارہے اسی لئے یہ لوگ اس کے ہر بتائے ہوئے طریقہ کو عین اسلام اور اہلِ اسلام کے مسائلِ متفقہ کو بدعت وشرک قراردیتے ہیں۔رنج نہ منائیں تو بتا دوں ۔

نجدی کارنامے اور وھابیوں دیوبندیوں کے اعمال نامے

☆ تیرہ سو سال سے قبّہ جات برقبورِ اولیاء اہل اسلام کے نزدیک جائز لیکن نجدی نے ڈھا دیئے اب ان دیوبندیوں وہابیوں کو قبّوں سے اسی لئے ضد ہے کہ نجدی کی سنت ہے۔

☆ ساتویں صدی سے تیرہویں صدی تک اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام بالجہر(بآوازِبلند) پڑھا جاتا تھا نجدی نے نہ صرف موقوف (ترک یا منسوخ کرنا)بلکہ ایک موذن (حافظ)کو قتل کرادیا اب یہ لوگ نجدی کی سنت پر ہمارے دشمن ہیں۔

☆ نجدی نے ترکوں کے تیارکردہ مواجہہ شریف کے سامنے کی جالی مبارکہ پر "یامحمدّ"لفظ "یا"کو مٹایا تویہ یہاں کی مساجد سے "یا محمد (یارسول اللہ ﷺ)مٹانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہیں۔

☆ سبز قبۂ رسول ﷺ پر نجدی روشنی، بجلی، قمقمے کو بدعت سمجھتا ہے لیکن مسجد نبوی اور حرمِ مکہ کی روشنی اتنی تیز روشن کہ سورج شرمائے اسی لئے یہاں یہ لوگ چراغاں، میلاد وا عراس کے دشمن ورنہ خود ان کے جلسوں اور مدرسوں اور نجی محفلوں میں اتنی روشنی تیز ہوتی ہے کہ ہمیں ان کا عشر عشیر (دسواں حصہ)بھی حاصل نہیں۔

☆ نجدی رسول اللہ ﷺ کے روضہ کی جالی مبارک کے چومنے سے چِڑتاہے اور یہ بزرگوں، ولیوں اور کاملوں کے ہاتھ پاؤں کو چومنے پر لڑتا ہے۔

غرضیکہ اس فرقہ کی لڑائی ہمارے ساتھ انہی مسائل میں ہے جس میں نجدی کی خوشی ہے ورنہ وہ خود ہزاروں بلکہ کروڑوں بدعات ایجاد کرچکے ہیں، کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے اورپھر لاکھوں کروڑوں برائیوں کا ارتکاب کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن ان تمام پر خوشی یا خاموشی لیکن جب رسول اللہ ﷺ اور بزرگوں اور ولیوں کی محبت و عقیدت میں کوئی عمل کرو تو فوراً چیخیں گے چِلائیں گے اور بدعت کو سرپر اُٹھاکر خلقِ خداکو پریشان کردیں گے حالانکہ بات کچھ بھی نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ انہیں قلبی بیماری (بغضِ رسول و اولیاء)اندر سے بے قرار کردیتی ہے انہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ (پارہ1،سورۃ البقرہ،آیت 10)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی۔

یہ اسی آیت کی برکت سمجھئے کہ ان لوگوں کی رگ اور کسی بُرائی پر نہ پھڑکے گی لیکن جب حُبِّ رسول اور عقیدت اولیاء میں جو بھی کام کروگے فوراً بولیں گے بدعت، حرام، شرک وغیرہ وغیرہ۔ورنہ ظاہر ہے کہ ہمارے جملہ امور عین ِ اسلامی ہیں صرف اطوار بدلے ہیں اور طور اطوار بدلنے سے احکام بدل نہیں جاتے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

"زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے انسان کی طبائع(مزاج)، ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی اس کے ساتھ بدلتے ہیں لہٰذ اتہواروں کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیرّ ہوتے رہتے ہیں اور استفادہ کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں جو تاریخ کے تغیرات سے ہونی لازم ہیں ان کو مدنظر رکھیں"۔

منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں ایک میلاد النبی ﷺ کا دن بھی ہے۔میرے نزدیک کسی کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ میرے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اُسوۂ رسول ﷺ کو اپنائیں تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔(از الہام "ہفت روزہ بہاولپور" ایڈیشن عید میلاد النبی)

بجا فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے اور یہ امر نہ صرف عقیدت گاہوں تک محدود ہے بلکہ عبادت گاہوں کا بھی یہی حال ہے کہ اگر کسی مسجد کو اتنا نہ سنگارا جائے اور نہ ہی اس میں قالین وغیرہ بچھائی جائیں اور نہ ہی روشنی کا انتظام ہو اور نہ ہی پانی کے نوایجاد اُمور (نیاایجاد کیاہوا) کو اپنا یا جائے بلکہ خیرالقرون ("خیرالقرون" سے مراداسلام کے ابتدائی تین اَدوارہیں،رسول اللہ ﷺ کاعہدِ مبارک، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عہدِ مبارک اور تابعین کازمانہ۔وجہ یہ ہے کہ اس دورمیں آخرت ہرروییے پرغالب تھی،اوردنیاان کی نگاہوں میں بے حقیقت تھی،وہ دنیاطلبی،لذات وآسائش کی تلاش میں سرگرداں نہیں تھے۔)والی کیفیت برقرار رکھی جائے کہ سیدھی سادی مسجد بنائی جائے جس میں نہ روشنی نہ بلب اور نہ ہی دیگر لوازمات اور آسانیاں تو پھر دیکھئے مسجد میں کتنے نمازی آتے ہیں۔کچھ یہی کیفیت سیرۃ ِ رسول کی اشاعت کی ہے کہ اس میں نوایجادیں محض ضرورت کی بناء پر ہیں ورنہ نہ مسجد ودیگر اَعمال کے متعلقات بدعت ہیں اور نہ ہی سیرتِ رسول ﷺ کی اشاعت کے لوازمات۔ہاں اس بدبخت

کا ذہن بدعت (بُرا)ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت کے متعلقات کے لئے تو سیخ پا (طیش میں آنا،غصہ ہونا)ہوجاتا ہے لیکن وہی امور خود اپنے لئے حلال اور جائز بلکہ عینِ اسلام سمجھتا ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "العصمۃ عن البدعۃ"میں ہے۔بقدرِ ضرورت کچھ عرض کردیا ہے۔

فقط والسلام

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالی علی حبیبه الکریم الامین وبارک وسلم وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔پاکستان

27ربیع الاول 1403ھ، 13جنوری 1983ء

بروز جمعرات بعد نمازِ اشراق

☆☆☆☆☆☆